مطبُوعات

معارف الحدیث جلد سوم | تالیف مولانا محمد منظور نعمانی صاحب۔ شائع کردہ: کتب خانہ الفرقان کچہری روڈ، لکھنؤ۔ قیمت مجلّد: آٹھ روپے۔ غیر مجلّد: سات روپے۔ صفحات ۴۹۲

زیرِ تبصرہ کتاب تفہیم حدیث کے لیے ایک بڑی مبارک اور کامیاب کوشش ہے۔ کتاب کی یہ جلد بھی پہلے دو حصّوں کی طرح نہایت عام فہم اور سادہ ہے اور علمی بحثوں سے دامن بچا کر ایک مسلمان کو حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نقشِ قدم پر چلنے کی دعوت دیتی ہے۔

معارف الحدیث کی پہلی جلد میں ایمان اور آخرت سے متعلق اور دوسری میں تزکیۂ قلب و نفس اور اصلاحِ اخلاق سے متعلق احادیث نبوی کو یکجا کیا گیا تھا۔ اب اس تیسری جلد میں طہارت اور نماز کے بارے میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال و افعال کو جمع کیا گیا ہے۔ ان احادیث کو پڑھ کر انسان کے ذہن میں قدرتی طور پر یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے نظامِ عبادات میں جو ہم آہنگی نظر آتی ہے اُس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ بلشمار حضرات نے حضور سرورِ دو عالم کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا اور اُس کی عملی صورت اُن کے سامنے رہی۔ پھر اللہ کے ان پاکباز بندوں نے اس صورت سے بعد کے آنے والوں کو بڑی دیانتداری کے ساتھ آشنا کیا اور اس طرح نسلاً بعد نسل حضور سرورِ دو عالم کا طریق عبادت منتقل ہوتا رہا۔ چنانچہ آج ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نماز اُسی طریق پر ادا کرتے ہیں جس طریق پر کہ حضور خود ادا فرمایا کرتے تھے۔

فاضل مصنف مشہور حنفی عالم ہیں لیکن انہوں نے اپنے اس فقہی رجحان کے زیر اثر آکر

کسی مقام پر بھی حق و انصاف کا دامن نہیں چھوڑا اور بعض امور میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اُس کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ یہ اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں جس میں مسلمان خواہ مخواہ اپنی صلاحیتیں ضائع کرتے پھریں بلکہ یہ محض تعبیر کا اختلاف ہے جس کے پیچھے ایک ہی جذبہ کارفرما ہے کہ حضوؐر کے اُس فعل کی پیروی کی جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں سب سے زیادہ افضل تھا۔ اس ضمن میں فاضل مصنف کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

"نماز میں آمین بالجہر کہی جائے یا بالسر! یہ مسئلہ خواہ مخواہ معرکہ کا مسئلہ بن گیا، حالانکہ کوئی با انصاف صاحبِ علم اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ حدیث کے مستند ذخیرے میں جہر کی روایت بھی موجود ہے اور سِر کی بھی، اسی طرح اس سے بھی انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ صحابہ اور تابعین دونوں میں آمین بالجہر کہنے والے بھی تھے اور بالسر کہنے والے بھی اور یہ بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طریقے ثابت ہیں اور آپ کے زمانہ میں دونوں طرح عمل ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ائمہ کے درمیان اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔ جواز سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔"

پھر رفع یدین کی احادیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان سب حدیثوں کو سامنے رکھ کر ہر منصف صاحبِ علم اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا معمول نماز میں رفع یدین کا بھی رہا ہے اور ترکِ رفعِ یدین کا بھی ۔ ۔ ۔ صحابہ کرام کے درمیان ترجیح و اختیار میں اختلاف اس وجہ سے ہوا ہے کہ ان میں سے بعض نے اپنے غور و فکر، اپنے دینی وجدان و ادراک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے معمولات کے مطالعہ و تجزیہ کی بنا پر یہ سمجھا کہ نماز میں اصل ترک رفع یدین ہے اور رفع یدین جب ہوا ہے وقتی اور عارضی طور پر

ہوا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ جیسے صحابہ کرام نے یہی سمجھا اور امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ وغیرہ ائمہ نے اسی کو اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر وغیرہ دوسرے بہت سے صحابہ کرام نے اس کے برعکس سمجھا، اور حضرت امام شافعی اور امام احمد وغیرہ نے اس کو اختیار کیا اور رائے کا یہ اختلاف بھی صرف فضیلت میں ہوا، رفع اور ترک رفع کا جواز سب کے نزدیک مسلّم ہے۔

اللہ تعالیٰ غلو اور نا انصافی سے حفاظت فرمائے اور اتباعِ حق کی توفیق دے"۔

اس کتاب میں نماز کی ساری صورتیں اور اُن کے آداب بیان کیے گئے ہیں اور اس باب میں کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی۔ اس میں مختلف دعائیں بھی درج ہیں۔

یہ کتاب ہر لحاظ سے بڑی مفید اور کارآمد ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اس نیک اور مقدس کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دے۔

کتاب کا معیارِ طباعت اور کتابت عمدہ ہے۔

تمدنِ یورپ تالیف: جناب ڈاکٹر احسان محمد خاں، ایم، اے، پی، ایچ۔ ڈی۔ ملنے کا پتہ: مشتاق بک ڈپو، شیلڈن روڈ، نزد اردو کالج کراچی۔ قیمت چھ روپے۔ صفحات ۲۸۸

اس کتاب میں یورپی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے، مثلاً خاندانی زندگی، نوعمروں کی اقتصادی آزادی اور ان کے باہمی اختلاط کے مضر نتائج، زن و شو کے تعلقات، مغربی تہذیب میں عورت کا مقام، مذہب، عقد و مناکحت، تہذیب کے خلاف بغاوت، شہروں اور گاؤں میں تصادم، کارل مارکس کی تلقین میں صداقت، روس میں اشتراکیت کا تجربہ، جمہوریت سے گریز اور اس کا مستقبل، پیرس کی عورتیں، یورپ کے تمدن اور معاشرہ پر دوسری جنگِ عظیم کے اثرات۔

کتاب کے عنوانات بڑے وسیع ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک پر بھی سیر حاصل بحث

نہیں کی گئی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے یہ سب کچھ بغیر کسی ذہنی کاوش کے قلمبند کر دیا ہے۔ پھر بعض مسائل میں اُن کی آراء بالکل سطحی معلوم ہوتی ہیں اور اُن میں ہمیں وہ گہرائی معلوم نہیں ہوتی جس کی کہ اُن جیسے فاضل مصنف سے بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے مثال کے طور پر انہوں نے ضبطِ ولادت کے بارے میں جو فرمایا ہے وہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ مذہب کے متعلق اُن کی تصریحات بھی محلِ نظر ہیں۔

کتاب میں جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ بھی کوئی علمی زبان نہیں۔ مثلاً یہ فقرہ دیکھیے

"روزمرہ کی زندگی پر رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کا فرق دکھانے کے لیے یہ مثال کافی ہو گی کہ پیدائشی اولاد کو روکنے کے لیے رومن کیتھولک فرقہ عقل آرائی سے کام نہیں لیتا۔ وہ سلسلۂ تناسل کو منقطع کرنا مذہبی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے مذموم خیال کرتا ہے۔"

اسی قسم کا انداز بیان پوری کتاب میں ملتا ہے۔ اس میں نہ تو زبان کی صحت کا خیال رکھا گیا ہے اور نہ خیالات کی ترتیب کو کوئی اہمیت دی گئی ہے۔

معیار طباعت و کتابت بھی اچھا نہیں۔

وطن کے پاسبان | مرتبہ جناب حکیم نشتر صاحب۔ ناشر: مکتبہ عالیہ۔ ایبک روڈ، لاہور

پاکستان و بھارت کی سترہ روزہ جنگ کے دوران اس ملک کی مسلح افواج اور قوم نے ایسی عالی ہمتی، جرأت اور تدبر کا ثبوت دیا جو ہر لحاظ سے روشن مستقبل کا آئینہ دار ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اندر زندگی کی حرارت اور ولولہ موجود ہے اور ہم زبردست سے زبردست چیلنج کے مقابلے کی سکت رکھتے ہیں۔ یہ سکت ہمیں کہاں سے میسر آئی ہے اس کے متعلق جناب میجر شجاع الدین بٹ صاحب نے پیش لفظ میں فرمایا ہے کہ یہ لاریب سعادت اور عزم و حوصلہ اُس ایمان و ایقان کا نتیجہ اور برکت ہے جو اس گئے گزرے دور میں بھی اُمت

مسلمہ کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔" خدا کرے کہ ہم قوت و طاقت کے اس لازوال خزانہ سے کما حقہٗ فائدہ اٹھا سکیں۔

زیر تبصرہ کتاب پاکستان کے شہداء اور نمازیوں کے ولولہ پرور کارناموں پر مشتمل ہے اس کے پڑھنے سے اس مقدس جذبہ کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو ان کے پیچھے کارفرما تھا۔

کتاب میں ایک نوجوان شہیدہ کی تصویر نامناسب معلوم ہوتی ہے۔

معیار طباعت و کتابت گوارا ہے۔

(بقیہ اشارات)

بے جا نہ ہوگا اگر بات ختم کرنے سے پہلے ہم گانے بجانے کے متعلق حضور سرور کائنات اور دیگر صلحائے امت کے چند اقوال نقل کر دیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام کے سچے علمبردار اس "آرٹ" کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور قول ہے:

الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع۔ — گانا دل میں نفاق کی اس انداز سے آبیاری کرتا ہے جس طرح کہ کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔

غناء سے انسان کی قوتِ عمل بالکل مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور وہ ایک ایسی ذہنی عیاشی کا شکار ہو جاتا ہے جس سے وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر حضور نے فرمایا:

الغناء مفسدۃ للقلب مسخطۃ للرب — غناء و سماع دل کو بگاڑنے والی اور خدا کو ناراض کرنے والی چیز ہے۔

موسیقی سے دل کے اندر جو سوز و گداز پیدا ہوتا ہے وہ انسان پر کوئی صحت مند